سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے — علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

الرائحة العنبرية من المجمرة الحيدرية ١٣٠٠ھ

حیدری دھونی سے (پھوٹ کر مشام ایمان معطر کرنے والی) عنبری خوشبو

تُزکِ مرتضوی ۱۸۸۳ء

تالیف لطیف

علامہ حسن رضا خان

تسہیل وتخریج

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دار الکتاب لاہور

الحمدللہ! یہ رسالہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے فضائل عالیہ پر مشتمل ہے، نیز اِس میں حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تفضِیل پر بھی اِختصاراً عام فہم دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، اِس رسالے کا باعتبارِ ہجری وعیسوی تاریخی نام ہے:

الرَّائِحَةُ الْعَنبَرِيَّةُ مِنَ الْمِجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ [۱۳۰۰ھ]

(حیدری انگیٹھی سے (پھوٹ کر مشامِ اِیماں معطر کرنے والی) عنبری خوشبو)

تزکِ مرتضوی [۱۸۸۳ء]

-: تالیفِ لطیف :-

علامہ حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بوالحسینی بریلوی

بہ فرمائش: حضرت مولانا غلام شبر قادری برکاتی بوالحسینی بدایونی

-: تسہیل وتخریج :-

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

تفصیلات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	:	الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّة مِنَ الْمِجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّة [۱۳۰۰ھ] - تزکِ مرتضوی (۱۸۸۳ء)
موضوع	:	اِصلاحِ فکرو اِعتقاد
تالیف	:	برادرِ اعلیٰ حضرت اُستاذِ زمن علامہ حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بوالحسینی بریلوی - علیہ رحمۃ اللہ الولی -
تسہیل وتخریج	:	ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی - عفی عنہ - پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ afrozqadri@gmail.com
کاوش وتحریک	:	محمد ثاقب رضا قادری ضیائی عطاری
صفحات	:	اَڑتالیس (۴۸)
اشاعت	:	۲۰۱۱ء - ۱۴۳۳ھ
قیمت	:	/روپے
ناشر	:	دارالکتاب، لاہور darulkitab11@gmail.com
تقسیم کار	:	مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور

Copyright©2014 by Idara Faroghe Islam. All rights reserved.
The income out of this book is dedicated to(اِدارہ فروغِ اسلام)for rever.

فہرست

تعارفِ کتاب

اَحوالِ مصنف

تمہیدِ کتاب

تدلی جبروتِ الٰہی

تجلی جلالِ مصطفوی

صولتِ فاروقی

طرۂ اَسد اللّٰہی

طنطنۂ خیبر کشائی

غرش کوسِ حیدری

کدھر ہے شرمِ تفضیل کی غیرت!

پرتوِ شانِ شبری

بوسۂ پائے قنبری

نقل تبصرۂ سابعہ

شانِ مولا علی رضی اللہ عنہ

رباعی در منقبت علی

تعارفِ کتاب

الـرَّائِـحَةُ الْـعَـنْبَـرِيَّة مِنَ الْمِجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّة [۱۳۰۰ھ] معروف بہ تزکِ مرتضوی [۱۸۸۳ء] حضور سیدی اعلیٰ حضرت اِمامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ المنان - کے چھوٹے بھائی شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا حسن قادری برکاتی - علیہ الرحمہ - کی تصنیف لطیف ہے، جس کا موضوع اَصلاً فضائل مولاے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضی - کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم - کا بیان ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اِجمالی طور پر فرقۂ تفضیلیہ کو دعوتِ فکر بھی دی گئی ہے۔

سن تالیف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اَیامِ شباب میں مسئلہ تفضیل بھی پورے جوبن پر تھا۔ آپ کے برادرِ اکبر امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ الرحمٰن - تو اس کی بیخ کنی میں مصروفِ عمل تھے ہی، فقط چوبیس برس کی عمر میں آپ نے بھی یہ رسالہ لکھ کر فرقۂ تفضیلیہ کے بخیے اُدھیڑ دیے۔

اس کتاب کی اِشاعت اوّل میرٹھ سے ہوئی، طباعتِ ثانی کے بارے تاہنوز کوئی معلومات دستیاب نہ ہوسکی۔ علامہ منور عتیق رضوی نے اپنے رسالہ - مسئلہ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسلک اعلی حضرت - کے اخیر میں فرقۂ تفضیلیہ کے رد میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا - علیہ الرحمہ - کی تصانیف کی فہرست مرتب کی ہے، اور اس رسالہ کو اعلیٰ حضرت کی تصانیف میں شمار کیا ہے جو کہ کسی طور بھی درست نہیں۔ اسی طرح ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری - علیہ الرحمہ - نے بھی حیاتِ اعلی حضرت میں اِس رسالہ کو تصانیف اعلی حضرت میں شمار کیا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس رسالہ کے آخر میں اعلی حضرت کا وقیع تبصرہ شامل ہے، جس کی ضخامت مولانا حسن رضا - علیہ الرحمہ - کی تصنیف سے بھی زیادہ ہے۔

کچھ طباعتِ نو کی بابت

'تزکِ مرتضوی' کے لیے راقم الحروف کی درخواست کو نہایت خندہ دلی سے قبول کرتے ہوئے صاحب تصانیفِ کثیرہ محترمی و مکرمی حضرت علامہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی -دامت برکاتہم العالیہ- [خلیفہ حضور تاج الشریعہ -و- پروفیسر دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ] نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ تخریج و تحقیق اور تسہیل و تحشیہ کا بڑا خوبصورت اہتمام فرمایا؛ جس کے لیے میں حضرتِ گرامی کا بے حد مشکور ہوں۔ علامہ محترم اس سے قبل 'انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ' از: علامہ عبدالسمیع رامپوری -رحمۃ اللہ علیہ- کی تخریج و تسہیل بھی کر چکے ہیں۔ پاکستان میں اس کی طباعت کی ذمہ داری اِدارہ دارالفیض گنج بخش، دربار مارکیٹ لاہور نے لی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف مختلف علمی و فکری موضوعات پر گراں قدر تصانیف کر چکے ہیں، ہم اُن کے لیے دعا گو ہیں ع: اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

آیات و احادیث کی تخریج، عربی و فارسی عبارات و اَشعار کے شگفتہ ترجمہ کے علاوہ بعض مقامات پر محترم علامہ افروز قادری چریاکوٹی -دامت برکاتہم العالیہ- نے کچھ ضروری حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے، جس کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ 'تزکِ مرتضوی' کا دستیاب نسخہ بعض مقامات سے کرم خوردہ تھا، جس کی وجہ سے کچھ مقامات پر عبارت سمجھ میں نہ آسکی؛ لہٰذا وہاں اِس جملہ کے ساتھ کہ (یہاں بیاض ہے) نشاندہی کر دی گئی ہے۔

'تزکِ مرتضوی' کے آخر میں سیدی اعلی حضرت کی کتاب 'مطلع القمرین' سے تبصرۂ سابعہ کا کچھ حصہ نقل تھا۔ راقم الحروف نے اس کی افادیت کے پیش نظر 'مطلع القمرین' کے قلمی مسودہ اور مطبوعہ مکتبہ بہارِ شریعت سے مکمل تبصرۂ سابعہ شاملِ کتاب کر دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِس کتاب کو اُمت کے لیے نافع اور ہم سب کے لیے ذریعہ نجات بنائے، نیز اس کے ذریعہ سے اِتفاق و اِتحاد کی فضا قائم ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

{اَحوالِ مصنف}

شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا حسن بریلوی قادری مارہروی -رحمۃ اللہ علیہ- ۴؍ربیع الاوّل ۱۲۷۶ھ، مطابق یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء کو مادر گیتی پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے آباؤ اَجداد دہلی کے رہنے والے تھے۔ جد امجد محمد سعادت علی خان صاحب کی حیات تک آپ کا خاندان دہلی میں ہی رہا؛ مگر اُن کے وصال کے بعد مستقل بریلی میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ کا خاندان علم وفضل میں معروف تھا۔ نسل درنسل فتوی نویسی کا سلسلہ آپ کے خاندان میں جاری ہوا، اور -الحمد للہ- اس وقت تک جاری ہے، اور یقیناً بریلی اہل سنت کا مرکز ہے۔

آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان -علیہ رحمۃ الحنان- کی ذات ستودہ صفات عوام تو عوام علما کا بھی مرجع تھی۔ اور دور دراز سے لوگ مسائل شرعیہ میں اُن سے رجوع کرتے۔ یوں آپ نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی اور علم وفضل میں یکتائے روزگار ہستیوں کی آغوش میں پرورش پائی۔ نثرنگاری ہو یا شعروسخن، ہرمیدان میں آپ کا خاندان ایک امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔

اِبتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور برادرِ اکبر سیدی اعلی حضرت -علیہما الرحمہ- سے حاصل کی۔ نعت گوئی کی تعلیم بھی اپنے برادرِ اکبر سے پائی، اور کلام مجاز میں بلبل ہندوستان حضرت داغ دہلوی -رحمۃ اللہ علیہ- سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ داغ دہلوی کے قیام رامپور کے دوران آپ اُن کے پاس حاضر ہوا کرتے۔ داغ دہلوی کو آپ سے خاص اُنس تھا اور اکثر پیارے شاگرد کہہ کر خطاب کیا کرتے۔ اس کا اظہار مولانا حسن رضا خود اپنے ایک شعر میں یوں کرتے ہیں :

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا ☆ کس سے اس پیار کا مزا کہیے

کلام مجاز میں آپ کا دیوان ’ ثمر فصاحت‘ آپ کی غیر معمولی ذہانت و ذکاوت ، مزاج کی شوخی و شگفتگی اور زندہ دلی کا بین ثبوت ہے۔ثمر فصاحت کا تاریخی مادہاے نام تو ۱۳۱۹ھ ہے؛ مگر اس کی طباعت اولی ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ رنگ مجازی میں آپ نے فارسی میں بھی کلام فرمایا، جس کا نام ’ قند پارسی‘ ہے۔ نہایت مختصر ہونے کی وجہ سے اس کو ثمر فصاحت کے ساتھ ہی ملحق کر دیا گیا ہے۔

۱۳۲۵ھ میں مع عیال حج سے شرف یابی کے بعد آپ نے کلام مجاز ترک کر دیا، اور محض نعت اور منقبت کو اپنا مشغلہ بنالیا؛ چنانچہ نعت میں ایک مکمل دیوان ترتیب دیا جس کا نام ’ذوق نعت‘ رکھا۔ ذوق نعت کی طباعت اولی پر خود سیدی اعلی حضرت –علیہ الرحمہ– نے قطعاتِ تاریخ طباعت تحریر فرمائے۔

نعت گوئی کے قواعد وضوابط آپ نے اپنے برادر اکبر سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان –علیہ رحمۃ الرحمٰن– سے سیکھے؛ جس کا اظہار آپ نے ایک مرتبہ یوں فرمایا :

> مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلامِ اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ اِن کو (یعنی مولانا حسن کو) میں نے نعت گوئی کے اُصول بتادیے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیارِ اعتدال پر صادر ہوتا، جہاں شبہہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیے۔ ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے، باقی دیکھا گیا ہے کہ اکثر قدم ڈگمگا جاتا ہے۔(۱)

آپ کی تحریر کردہ نعتیں زباں زد خاص وعام ہیں۔ ایک فصیح البیان شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ نثر نگار بھی تھے، جس کا بین ثبوت آپ کی تصانیف ہیں، جن میں تزک مرتضوی ، دین حسن ، آئینۂ قیامت ، بے موقع فریاد کا مہذب جواب، نگارستانِ لطافت در ذکر میلاد شریف وغیرہ شامل ہیں۔

(۱) الملفوظ: حصہ دوم، ص۱۴۳-۱۴۱ مطبوعہ کراچی۔

۲۲؍رمضان ۱۳۲۶ھ [۱۹۰۸ء] کو بعمر ۵۰ سال، ۶ ماہ میں بعارضۂ تپ اِس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات پر مختلف مشاہیر نے قطعات تاریخ وصال ہجری و عیسوی رقم کیے، جس میں چند ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں :

تلمیذ حضرت داغ دہلوی مرحوم جناب **علی احسن میاں** صاحب معروف بہ شاہ میاں سجادہ نشین سرکار خورد مارہرہ شریف :

یا غافر الذنوب بود رحمت براد ☆ بہر چہار یار دہم از بہر پنجتن
بعد از دعائے مغفرت احسن بسال نقل ☆ گو زینت بہشت بود حاجی حسن ۱۳۲۶ھ

تلمیذ حضرت مولانا حکیم نظامی جناب **محمد انور** مدرس مدرسۂ ہاشمیہ بمبئی :

کر گئی پرواز روحِ بلبل باغِ سخن ☆ اُڑ گیا رنگ چمن، حسن سخن جاتا رہا
عیسوی سن میں کہی انور نے تاریخ وفات ☆ مل کے ہمراہِ حسن حُسن سخن جاتا رہا ۱۹۰۸ء

تلمیذ حضرت مولانا حسن رضا جناب **برجموہن کشور فیروز** بریلوی :

سیرِ دُنیا سے جب ہو گئے سیر ☆ گئے اُستاد سوے دارِ بقا
نیّرِ چرخ نظم تھے اُستاد ☆ ان سے تھی ملکِ شاعری میں ضیا
کیا ہی تھا ان کا پاک وصاف کلام ☆ روزمرہ تھا کس قدر اچھا
جو لکھی نثر بے نظیر لکھی ☆ جو کہا شعر لاجواب کہا
نعت لکھنے میں تھے اگر کامل ☆ تو مجازی میں آپ تھے یکتا
تھی توجہ تلامذہ پر خاص ☆ تھیں عنایات باپ سے بھی سوا
ہوئی یک لخت فرقتِ اُستاد ☆ فلک پیر نے یہ رنج دیا
اب نہیں کوئی قدردانِ سخن ☆ اَب نہیں لطف شاعری اصلاً
سالِ رحلت بآہ لکھ فیروز ☆ آج افسوس کی حسن نے قضا

(۶ جمع ۱۳۲۰......۱۳۲۶ھ)

ازقلم: محمد ثاقب رضا قادری ضیائی عطاری (ایم،اے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْکَوْنِ وَ الْبَشَرِ
حَمْدًا یَّدُوْمُ دَوَامًا غَیْرَ مُنْحَصِرٖ

وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الزَّاکِیَاتِ عَلٰی
خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُنْجِی النَّاسِ مِنْ سَقَرٖ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یَرْضَاہُ، وَالصَّلَاۃُ عَلَی الْحَبِیْبِ وَ اٰلِ الْحَبِیْبِ وَ صَحْبِ الْحَبِیْبِ اُولِی الْفَضْلِ وَ الْجَاہِ، مَا دَامَ لِلسَّمَاءِ رَجْعٌ وَ لِلاَرْضِ صَدْعٌ وَ لِلْبَرِّ رَبْعٌ وَ لِلْبَحْرِ مِیَاہٌ. اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ
.

اَمابعد! فقیرحقیر سراپا تقصیر محمد حسن رضا حسنؔ قادری برکاتی بوالحسینی بریلوی -غَفَرَ اللّٰہُ الْقَوِیُّ ذَنْبَہُ الْخَفِیَّ وَ الْجَلِیَّ - اپنے ربِّ قدیر جل جلالہ کی اِعانت اوراُس کے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ وا لتسلیم کی عنایت پرتوکل کر کے ناظرانِ حق بیں اور برادرانِ دِیں کی خدمت میں بحض ہمدردی وخیرخواہی سلسلہ جُنبانِ خبرت وآ گاہی کہ اِس زمانۂ شورو فتن اورشرومحن میں مسئلہ تفضیل بھی اِک عجب مخمصہ خیزاورتعجب انگیز مسئلہ ہوتا جارہا ہے۔ راہِ قدیم اورصراطِ مستقیم اہل سنت-نَصَرَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی-

(۱) ترجمہ: ہرقسم کی تعریف وتوصیف اللہ رب العزت کے لیے زیبا ہے جوکل کائنات اور بنی نوعِ انساں کا پروردگار ہے۔ایسی تعریف جو بلا اِنقطاع وحصر تسلسل ودوام کے ساتھ ہوتی رہے۔
اور افضل و پاکیزہ درودوں کے گجرے نچھاور ہیں سرورِکائنات فخرِموجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جولوگوں کوآتش دوزخ سے نجات دلانے والے ہیں۔

سے بہک کر، ہر جاہل عامی پختہ کار خامی کا مسلک جدا ہے۔

حضراتِ تفضیلیہ کا تو ذکر ہی کیا ہے، وہ تو اپنے ذِہن میں جو فرمائیں، اُن کو سزا ہے؛ مگر بعض صاحبوں نے تفریط کی ضد میں اِفراط کی ٹھہرائی، اور حضراتِ شیخین کی تفضیل ہر اِعتبار سے بتائی۔ اہلِ سنت کو تو اِفراط وتفریط اور خبط وتخلیط سب کا اُٹھانا؛ لہٰذا فقیر نے بعض خصائص جَلیّہ وفضائل علیّہ حضرت والاسیّد ومولیٰ شیر خدا بازوے مصطفیٰ علی مرتضیٰ - کَـرَّمَ الـلّٰهُ تَعَالیٰ وَجْهَهُ الْاَسْنیٰ – کا نہ جاننے والوں کو بتانا، بھولے ہوؤں کو یاد دِلانا اَنسب واَولیٰ جانا کہ اِس میں علاوہ اور فائدوں کے رحمتِ اِلٰہی کا نزول کیسا ہے!۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی: 'علی کا ذِکر عبادتِ خدا ہے'۔(۱)

اور وارد ہوا: 'اچھوں کی یاد کفارۂ ذنوب ہے'۔(۲)

اور فرمایا: ایک شخص کا ہدایت پانا ہفت اِقلیم ملنے سے خوب ہے۔(۳)

کیا عجب کہ اِن چند سطور سے بھی کوئی بندۂ خدا راہ پا جائے۔ اور دفع اَوہام ورفع اِیہام، اور تذکیر خواص وتفہیم عوام کا اَجرِ تام فقیر کے نام لکھا جائے۔

ع: گر قبول اُفتد زہے عز وشرف

(۱) ذِكْـرُ عَـلِـيٍّ عبَـادَةٌ . کنز العمال:۱۱/۶۰۱ حدیث:۳۲۸۹۴......جامع الاحادیث، سیوطی:۱۳/۴۰ حدیث:۱۲۵۰۴......جمع الجوامع، سیوطی:۱/۱۲۶۴۲ حدیث:۱۲۶۸۶۔

(۲) .....ذكـر الـصـالـحيـن كـفـارة الـذنـوب .... کنز العمال:۱۵/۹۱۸ حدیث:۴۳۵۸۴......جامع الاحادیث:۱۳/۴۰ حدیث:۱۲۵۰۳......جمع الجوامع، سیوطی:۱/۱۲۶۴۱ حدیث:۱۲۶۸۵۔

(۳) ترجمے کے مطابق کوئی حدیث تو نہ ملی؛ تاہم اس تعلق سے ایک مشہور متفق علیہ حدیث یہ ہے: والـلّٰـهِ لأن يُهـدَى بِك رجلٌ واحِد خيرٌ لك مِن حُمُرِ النَّعمِ . یعنی قسم بخدا! تمہاری ذات سے کسی ایک شخص کا ہدایت پا جانا تمہارے لیے سرخ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ -چڑیا کوٹی-

اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ o (سورۂ حج:۷۰/۲۲)

بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

اِس لیے قبل اَز مقصود چند حرفِ معدود، بطورِ تمہید بطرزِ جدید اصل مسئلہ کے متعلق فہم عام کے لائق لکھ دیے کہ شاید اِتنا ہی کسی کے کام آجائے۔

درخانہ اگر کس ست ☆ یک حرف بس است (☆)

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ اِلَیْهِ التَّوْفِیْقُ وَ بِهِ الْـوُصُوْلُ اِلٰی ذُرَی التَّـحْـقِیْـقِ وَحَسْبُـنَـا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ o

بِکَ الْعِیَاذُ اِلٰهِی اَنْ اَشَا حَکَمًا
سِوَاکَ یَارَبَّنَا یَا مُنْزِلَ النُّذُرِ (۱)

علیِ اَعلیٰ، ولی والا، مالک ومولیٰ، بلندو بالا، سب خوبیوں والا، سب سے نرالا، ذو الاسماءِ الحسنٰی والصفات الاسنٰی اللہ جل وعلا وتبارک وتعالیٰ قرآنِ عظیم وفرقانِ حکیم میں اِرشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ o (سورۂ حجرات:۱۳/۴۹)

بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا اَتـقٰـی ہے۔ یعنی سب میں بڑا پرہیز گار۔

(☆) یعنی اگر مجلس میں کوئی حرف شناس موجود ہو؛ تو اس کے لیے ایک اِشارہ ہی کافی ہے۔

(۱) ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اِس سے کہ تیرے سوا کسی اور کو (اپنے معاملات ومہمات میں) حَکَم وفیصل بناؤں۔ اے مالک ومولا! وہ تو ہی تو ہے جو نذریں پوری فرماتا ہے، (اور بندوں کی آرزوئیں بَر لاتا ہے)۔

یہاں تو اَتقٰی کوسب پر تفضیل اور عنداللہ زیادتِ کرامت میں ترجیح دی جارہی ہے اوردوسری[۱] جگہ فرماتا ہے :

وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤی اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی وَ لَسَوْفَ یَرْضٰی ○ (سورۃ اللیل:۹۲/۱۷تا۲۱)

اورنزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ سب میں بڑا پرہیزگار جواپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کواوراُس پر کسی کا ایسا اِحسان نہیں جس کا بدلا دیا جائے سوااپنے برتر پروردگار کی رضا چاہنے کےاور بےشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

---

(۱) یہاں بعض حضرات اِرشاد فرمانے لگتے ہیں کہ آیت میں اتقی سے تقی مراد ہے۔اِس خدشے کا تفصیلی جواب تصانیفِ جلیلہ ٔحضرت مولانا المعظم حامی السنن ماحی الفتن جناب مولوی احمد رضا خاں مدظلہم العالی کا حصہ ٔ خاصہ ہے،خصوصاًرسالہ ٔالزلال الاتقی' کہ خاص اِسی آیت کی تفسیر میں نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ تالیف فرمایا جس میں دلائل و براہین سے روزِ روشن کی طرح واضح کیا گیا کہ نہ یہ قول' حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول اور نہ ہی صحابہ وتابعین سے؛ ورنہ یہ خبر کہ ُابوبکر کومیری ساری اُمت سے تولا،تو ابوبکر کا پلہ غالب رہا' سراپا غلط ہوجائے۔......(یہاں بیاض ہے)......اورنہ قرآن کو بلاوجہ ظاہر سے پھیرنا روا،نہ برتقدیرِتسلیم اِس تاوِیل سے ہمارے اِستدلال میں کچھ سقم آیا۔غرض اِن مباحثِ دَقیقہ کی تفصیل تو اُسی رسالہ میں ہے،بالفعل ذرا''تفسیرعزیزی'' ملاحظہ ہوجائے،فرماتے ہیں :

'فرقہ ٔتفضیلیہ گویند: مراداَز اتقی دریں آیت تقی ست،زیرا کہ ابوبکرصدیق درتقوی کم تر از جناب پیغمبر بودند'۔اہل سنت جواب می گویند کہ اتقی را بہ معنی تقی گرفتن خلاف لغتِ عربی است۔پس حمل کلام اِلٰہی کہ قرآن عربی ست براں درست نہ باشد وضرورتے کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندفع ست بہ آں کہ کلام دریں ہابرناس ست نہ درپیغمبراں الخ''اھ ملخّصاً۔والتفصیل فیہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲۔عبدہ حسن عفی عنہ

(**ترجمہ** : فرقہ تفضیلیہ کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اتقی سے مرادتقی ہے؛ کیوں کہ ابوبکرصدیق تقویٰ میں پیغمبراعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمتر ہیں۔

اہلسنّت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ُاتقی' کوتقی کے معنی میں لینا عربی لغت کے خلاف ہے؛ تو کلامِ الٰہی کو-جوکہ عربی زبان میں ہے- اس پر محمول کرنا کب درست ہوسکتا ہے!۔لہٰذا اس اِشکال کوختم کرنے کی بس یہی صورت ہے کہ یوں کہا جائے: یہاں خطاب لوگوں سے ہے نہ کہ پیغمبروں سے.)

اَئمہ دِین فرماتے ہیں :

آیۂ کریمہ میں بالاجماع اَتـقٰـی سے جناب سیّدنا اِمام المتّقین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں اور یہ معنی اَحادیثِ کثیرہ سے بھی ثابت ہے؛ حتی کہ طبرسی نے اپنے رِفض کے باوجود 'تفسیر مجمع البیان' میں اِسی کو مقبول رکھا اور اِنکار کا یارا اور اِقرار سے چارا نہ پایا۔

اب یہاں تو یہ فرمایا کہ صدیق اَتقٰی ہیں اور پہلی آیت(۱) میں یہ اِرشاد ہو چکا

(۱) جب بعض حضراتِ مدعیانِ علم وذکا کی رگِ منطقیت جوش میں آتی ہے، تو فرماتے ہیں : کریمہ اولیٰ میں اکرم موضوع ہے اور اتقی محمول، تو اِنتظامِ شکل' غیر معقول، اور عکس کیجیے تو کلیت کرے نامقبول؛ حالاں کہ شانِ نزول کا لحاظ، طرق تخاطب کا اِعتبار روشِ کلام کا اِقتضا ہے۔ حضورِ اقدس! تفاسیر و اَخبار اِس فلسفیانہ (سوچ کی) بیخ کنی کر رہے ہیں۔

مولانا رضا مدظلہ الاعلیٰ نے رسالہ مذکورہ میں بہ براہینِ قاطعہ ثابت فرما دیا ہے کہ درحقیقت یہاں اتقی موضوع ہے اور اکرم محمول اور نہ بھی مانو، تو صحتِ عکس میں کلام کرنا باطل ومخذول اور نہ بھی مانو تو یوں ہی ان آیات سے......(اس جگہ بیاض ہے)......اکابر محققین علما وفقہا ان آیات سے تفضیل صدیق پر اِستدلال کرتے آئے، کچھ تو سمجھتے ہوں گے یا اُن سب کی نظر سے آپ کی نظر وسیع اور سب کے پایہ سے آپ کا پایہ رفیع! خیر' سردست کی صفر شکنی کو 'تفسیر کبیر' ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:'فان قیل: الآیة دلت علی أن کل من کان اکرم کان اتقی ، و ذلک لا یقتضی ان کل مـن کـان اتـقـی کـان اکرم . قلنا وصف کون الانسان اتقی معلوم مشاھد، ووصف کونه أفضل غیر معلوم ولا مشاھد، و الإخبار عن المعلوم بغیر المعلوم ھو الطریق الحسن، اما عـکسه فغیر مفید، فتقدیر الآیة کانه وقعت الشبهة فی ان الاکرم عند اللّٰه من ھو؟ فقیل: ھو الأتقی، و اذا کان کذلک کان التقدیر اتقاکم اکرمکم عند اللّٰه ۔'انتھٰی۔ و اللّٰه تعالی اعلم۔ ۱۲عبدہ حسن غفرلہ

یعنی اگر یہ اِعتراض کیا جائے کہ مذکورہ آیت سے تو یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ ہر اکرم' اتقی ہے؛ لیکن اس سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر اتقی اَکرم بھی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک رہی بات کسی آدمی کے اَتقی سے متصف ہونے کی تو یہ بدیہی اور مشاہدے کی بات ہے؛ لیکن افضلیت سے متصف ہونے کا معاملہ غیر معلوم و غیر مشاہد ہے۔ اور (استدلال کا) بہترین طریقہ یہ مانا گیا ہے کہ ایک معلوم چیز کی خبر غیر معلوم چیز سے دی جائے؛ کیوں کہ اگر اس کے برعکس کیا گیا تو وہ خبر بے فائدہ ہوگی۔ تو اب اس قاعدے کی روشنی میں آیت پاک کو دیکھئے، اور یوں سمجھئے کہ گویا اس بات میں شبہہ ہو گیا کہ اللہ کے نزدیک 'اکرم' کون ہے؟، تو اسی کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا کہ وہ 'اتقی' ہے۔ لہٰذا اَب آیت کی تقدیر یہ ہوگی کہ تمہارا اَتقی ہی اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔

کہ ہمارے نزدیک اُکرم وہ ہے جواتقی ہو،تو گواہیِ اِلٰہی سے صاف ثابت ہولیا کہ صدیق‘ اللہ کے نزدیک تمام اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُکرم وافضل اوراعظم واَجل ہیں۔ وھُوَ المقصُودُ و الحمدُ للّٰہِ ربّ العٰلَمِین .

تدلی جبروتِ اِلٰہی

ہاں کدھر گئے اُفضلیتِ صدیق میں رخنے ڈالنے والے!
کیا ہوئے اِس منصبِ رفیع کو ہلکی باتوں پر ڈھالنے والے!!
ربِّ جبار قہار سے شرمائیں اور ذرا اَکْرَمَکُم عِنْدَ اللّٰہِ کے معنی فرمائیں!!!
کیا یہاں سے محض سیاست وخلافت وغیرہما اُمورِ ظاہر یہ کی خبر ملتی ہے، یا نسیمِ تحقیق سے اللہ کے نزدیک زیادتِ عزت،علوِ مرتبت اور بلندیِ منزلت کی کلی کھلتی ہے! ،واللہ الموفق۔

اَلَا تَعَالَ اِلَی الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ
صَلَّی الْاِلٰهُ عَلَی الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ (۱)

ملک العٰلمین مالک الاوّلین والآخرین بندۂ خالق ومولائے خلائق حضور پُرنور محمد رسول اللہ اَرواحُنَا فِدَاهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَحْبَابِهٖ ارشادفرماتے ہیں :

اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَ خَیْرُ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ
وَ خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِیْنَ اِلَّا الْاَنْبِیَاءَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ .

(۱) لوگو! آؤ آؤ اُس مختارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ بےکس پناہ کی طرف جن کا انتخاب اللہ پاک نے بنومُضر سے فرمایا ہے۔اے اللہ! تو بھی مضر کے اس برگزیدہ اور چنندہ (رسول) پر رحمتیں نازل فرما۔

–رواہ الامام ابو عبد اللّٰہ الحاکم صاحب الصحیح المستدرک علی البخاری و المسلم فی الکنیٰ و الامام ابن عدی فی "الکامل" و الحافظ الخطیب فی 'التاریخ' کلّھم عن سیّدنا ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ–

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں تمام فرشتوں سے اور بہتر ہیں تمام آدمیوں سے سوا اِنبیا ومرسلین کے۔علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔(۱)

تجلی جلالِ مصطفوی

کیوں صاحبو! اگر قربِ اِلٰہ اور کرامتِ جاہ وعلو پایے گاہ میں رُتبہ حضرت مولیٰ ہی کا زائد ہوتا تو یہ اَلفاظ شیخین ہی کی نسبت تو (نہ) فرمائے جاتے!۔ہم تو جانیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ‘ وہی سب زمین وآسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہان بھر میں بہتری ان کو!۔

کیوں منصفو! کیا قربِ اِلٰہی اور کمالِ معرفت میں علو وتناہی کوئی ایسی کم قدر چیز ہے جسے ہرگز مبنائے اَفضلیت نہ ٹھہرالیں اور اُس کے ہوتے ہوئے جہان بھر میں بہتری و برتری دوسرے پائیں!۔

کلا وَاللہ! اصل کام‘ قربِ خداوندی ہے اور جسے اِس میں زیادتی اُسی کو سب سے بہتری وبلندی ہے،اور اگر–معاذ اللہ–حدیث میں اسی سیاست وخلافت اور ملک داری و ملک گیری پر نظر ہے اور اسی میں ابوبکر وعمر کو سب سے بہتر فرمایا گیا،تو ہمیں معلوم نہیں کہ ملائکۂ آسمان نے سلطنت چھوڑ کہیں کی صوبہ داری بھی کی ہو، پھر اُن سے اِس بات میں زیادہ ہونا کیا معنی!۔

---

(۱) الکامل ابن عدی:۱۸۰/۲......جمع الجوامع سیوطی:۵۰۶/۱حدیث:۲۳۰......کنزالعمال:۵۶۰/۱۱۔

خلاصہ یہ کہ ہم یہاں مافیہ التفاضل کو (یعنی جس چیز میں فضیلت دی گئی ہے اس کی بابت) پوچھتے ہیں اور اُس کا مفضل اور مفضل علیہ میں اِشتراک لازم کما لا یخفی .

اِنْ شِئْتَ فَانْهَضْ اِلَى الْفَارُوْقِ تَسْاَلُهٗ
فَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ اَلْفَاظِهِ الْغُرَرِ(۱)

امیر المومنین اِمام العادِلین غیظ المنافقین حضرت سیّدنا و مولانا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَو وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِىْ بَكْرٍ بِإيمَانِ أهلِ الأرضِ لَرَجَحَ بِهِمْ .

–رواه اسحٰق بن راهويه و البيهقىّ فى 'شعب الايمان' بسند صحيح–

اگر ابوبکر کا اِیمان سب آدمیوں کے اِیمان سے تولا جائے، تو بے شک ابوبکر کا اِیمان غالب آئے۔(۲)

بلکہ 'کامل' امام ابن عدی اور 'مسند الفردوس' میں بہ روایت حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مروی حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

لَوْ وُضِعَ اِيْمَانُ اَبِىْ بَكْرٍ عَلٰى اِيْمَانِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَرَجَحَ بِهَا .

اگر ابوبکر کا اِیمان اِس تمام اُمت کے اِیمان پر رکھا جائے، تو یقیناً ابوبکر کا اِیمان ہی غالب آئے گا۔(۳)

---

(۱) ترجمہ: اگر جی نہ بھرے تو جاؤ عدالت فاروقی رضی اللہ عنہ میں جا کر اِس مسئلے کی بابت پوچھ لو، اُن کے الفاظِ گہر بار بھی اِسی حقیقت کو بے غبار کرتے نظر آئیں گے۔(اور ان کی زبان سے تو ہمیشہ حق ہی نکلتا ہے)۔

(۲) مسند اسحٰق بن راہویہ: ۳/۱۷۲ حدیث: ۱۱۳۴......شعب الایمان: ۱/۴۲ حدیث: ۳۵......الابانۃ الکبریٰ ابن بطہ: ۳/۱۸۳ حدیث: ۱۱۵۵......کنز العمال: ۱۲/۴۹۳ حدیث: ۳۵۶۱۴۔

(۳) الکامل ابن عدی: ۵/۲۶۰......اُصول اعتقاد اہل السنہ والجماعہ لالکائی: ۶/۱۸ حدیث: ۱۹۸۰۔

یہ حدیث چند طرق سے مروی ہے، اور اِمام عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب ’الزہد‘ اور معاذ بن المثنٰی نے ’مسند مسدد‘ میں بھی اسے روایت کیا ہے۔ اصل حدیث صحیح ہے اور صحاح[(۱)] میں اُس کا شاہد موجود۔ والحمدللہ ربّ العالمین۔

صولتِ فاروقی

بعض جلد باز ایسی حدیثیں سن کر یہ تو خیال کرتے نہیں کہ جب حدیث صحیح ہے، تو قبول سے کیا چارہ، اور اِعتراض کا کیا یارا! ۔ نافہمی کے باعث کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو صاحبو! صدیق کا اِیمان سب سے بڑھا دیا تو - معاذ اللہ - اوروں کا اِیمان ناقص ٹھہرا؛ حالاں کہ اُن عاقلوں کو یہ خبر نہیں کہ مرتبۂ کمالِ تام اور تمامیِ کامل کے بعد اکملیّت کے ہزاراں ہزار درجے ہیں جن میں کسی کو - عیاذاً باللہ - ناقص نہیں کہہ سکتے؛ مگر پھر بھی آپس میں تفاوت ہے۔

---

(۱) و لہ شاھد فی ’السنن‘ ایضا عن ابی بکرۃ مرفوعا انّ رجلا قال : یارسول اللّٰہ! رایت کأن میزانا نزل من السماء فوزنت انت و ابو بکر فرجحت انت، ثم وزن ابوبکر عن بقی فرجح. الحدیث انتھٰی المقاصد الحسنۃ للامام السخاوی .

اقول: علاوہ بریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد ہے کہ ہم نے دیکھا ترازو اُتری۔ میں اور ابوبکر تولے گئے۔ مَیں غالب آیا، پھر ابوبکر کو میری ساری اُمت سے تولا، ابوبکر کا پلہ غالب رہا، پھر عمر کو باقی اُمت سے تولا، عمر راجح ٹھہرا۔ الٰی آخر الحدیث۔

متعدد ائمہ مثل امام احمد، اِمام طبرانی، امام اِبن عدی، اِبن قانع، اِبن مندہ اور اِبن مردویہ نے بہت سے صحابہ کرام مثل حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اُسامہ بن شریک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابواُمامہ باہلی اور حضرت محاربی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔ کما ذکرہ مولانا اخی المعظّم فی کتاب التفضیل فلیرجع الیہ من حاول التفصیل . و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔ ۱۲حسن غفرلہ

اے برادر بے نہایت در گہیست
آنچہ بر تومی رسد بروے مالیت (۱)

دیکھو! ایک وقت وہ تھا کہ افضل الانبیاء والمرسلین بعد النبی ﷺ یعنی سیّدنا اِبراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ اِلٰہی میں عرض کیا :

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی o
اِلٰہی! مجھے دکھادے تو کیوں کر مردے جلاتا ہے؟۔

اِرشاد ہوا : اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ o
کیا تجھے یقین نہیں! ۔عرض کیا :

بَلٰی o یقین کیوں نہیں!۔

وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ o (سورۂ بقرہ:۲/۲۶۰)
لیکن آنکھوں سے دیکھنا اِس لیے چاہتا ہوں کہ میرے دِل کو خوب اِطمینان ہو جائے۔

تو دیکھو! حسن اِیمانِ اِبراہیمی کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کے بعد تمام عالم کے اِیمان سے اَقویٰ واکمل ہے، اُس کے بعد بھی ایک درجہ اور تھا، جس کی خواستگاری کی گئی ۔اور اُس پر بھی اور مرتبہ وراءالورا کا ہے، جو ہمارے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ۔اب کیا -معاذ اللہ- کوئی اِیمان خلیل اللّٰہی کو کسی وقت میں ناقص کہہ سکتا ہے! -واستغفر اللہ العظیم-

(۱) یعنی اے میرے بھائی! اس درگاہ کی کوئی اِنتہا نہیں، جس منزل پر بھی پہنچو، وہیں ٹھہر مت جاؤ ۔(بلکہ آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہو) کچھ یہی مفہوم اُردو کے شاعر نے یوں باندھا ہے ۔

یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کے خود اُٹھا لے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے

هَـلُمَّ اَسرِعْ نُسَائِلُ عِندَ حَیدَرَۃٍ
اَنْ لَّا تَقُولَ تَحَاکَمْنَا اِلٰی عُمَرٍ(۱)

امیر المومنین اِمام الواصلین قاتل الخوارج دامغ الروافض قامع المفضّلین حضرت سیّدنا ومولانا علی اَسداللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے(۲) ہیں :

(۱) ترجمہ: اَب آؤ جلدی کرو، چلتے ہیں دربارِ حیدری (باب العلم) میں، اور اِس مسئلے کا حل معلوم کرتے ہیں۔ تاکہ تمھیں یہ کہنے کا چارہ نہ رہے کہ ہم نے تو صرف عمر فاروق ہی سے فیصلہ لیا ہے۔

(۲) **حدیث مرتضوی** : دارقطنی حضرت ابوجحیفہ سے۔ جو کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقرب تھے اور جناب امیر اُنھیں واجب الخیر فرمایا کرتے۔ روایت کرتے ہیں :

انّہ کان یری انّ علیًّا افضل الامّۃ فسمع اقواما یخالفونہ فحزن حزنا شدیدا، فسألہ علي بعد ان اخذہ بیدہ و ادخلہ بیتہ ما احزنک یا ابا جحیفۃ! فذکر لہ الخبر. فقال لہ: الا اخبرک بخیر الامۃ خیرھا ابو بکر ثمّ عمر. قال ابو جحیفہ: فاعطیت اللّٰہ تعالٰی عھدا ان لا اکتم ھذا الحدیث بعد ان شافھنی بہ علي ما بقیت .

یعنی اُن کے اِعتقاد میں تھا کہ جناب امیر افضلِ اُمت ہیں، پھر لوگوں کو اپنے زعم کے خلاف کہتے سنا، تو اُنھیں سخت رنج ہوا۔ جنابِ مرتضوی ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے معرفت خانۂ اسداللّٰہی میں لے گئے اور غم کی وجہ پوچھی۔ اُنھوں نے کیفیت عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تمھیں خبر نہ دوں کہ اُمت میں بہترین کون ہیں؟۔ ابوبکر ہیں، پھر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

ابوجحیفہ فرماتے ہیں: پھر میں نے خدا سے عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا، اِس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اِس کے کہ خود جناب امیر نے میرے روبرو ایسا اِرشاد فرمایا۔

فائدہ: یہاں سے اُن نادانوں کا وہم خوب اچھی طرح دفع ہو گیا جو اِس قسم کے کلماتِ مرتضویہ کو تواضع پر محمول کرتے ہیں کہ اگر تفضیل مرتضوی حق تھی تو اپنے ایک سچے دوست کے سچے عقیدہ کو بدل دینا اور اِس اِہتمام کے ساتھ الگ لے جا کر۔ معاذ اللہ۔ غلط بات تعلیم فرمانا کون سی تواضع ہے!۔ ۱۲ عبدہ حسن عفا اللہ تعالیٰ عنہ

یرحمک اللّٰہ یا ابا بکر کنت اوّل القوم اسلاما و اخلصھم ایمانا و اشدھم یقینا و اخوفھم للّٰہ و اکثرھم مناقب و ارفعھم درجة و اقربھم وسیلة و اشبھھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ھدیا و سمتا و رحمة و فضلا و اشرفھم منزلة و اکرمھم علیہ فواللّٰہ لن یصاب المسلمون بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم بمثلک ابدا .

–رواہ الامام ابو عمر بن عبد البر فی "الاستیعاب" عن امیة بن صفوان رضی اللّٰہ تعالی عنہ و ابن السمان فی "الموافقة" و المحبّ الطبري فی "الریاض النضرة" فی حدیث طویل جامع لفرائد فوائد تقطع دابر التفضیل–

یعنی اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ کا اِسلام سب سے آگے تھا...... آپ کا اِیمان سب سے زیادہ خالص...... آپ کا یقین سب سے مضبوط...... خوفِ اِلٰہی آپ کو سب سے بڑھ کر...... مناقب آپ کے سب سے اکثر...... درجہ آپ کا سب سے بلند تر...... وسیلہ آپ کا سب سے قریب تر...... اور جیسے آپ چال ڈھال، مہربانی، اور بزرگی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے، ایسا کوئی نہ تھا...... اور آپ کا رُتبہ سب سے شریف تر...... اور آپ کی عزت بارگاہِ رسالت میں سب سے بڑھ کر۔ سوٗ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر کسی کا اِنتقال وہ مصیبت نہ ہوگا جیسا آپ کا انتقال!!۔

طرۂ اَسدُ اللّٰہی (۱)

ہاں! کہاں ہیں تحقیق پسند دِل اور اِنصاف پسند آنکھیں! ذرا خوابِ غفلت سے جاگیں اور اِس اِرشادِ ہدایت بنیاد حضرتِ اسد اللّٰہی -کرم اللہ تعالیٰ وجہہ- پر بہ نگاہِ اِیمانی غور کریں کہ یہاں جو حضرت مولیٰ علیؑ صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو سب پر تفضیل دے رہے ہیں، انھیں اُمورِ ظاہری ملک داری اور ملک گیری وغیرہ بالائی باتوں میں کلام فرماتے ہیں یا خلوصِ ایمان وقوت، شدتِ خوفِ اِلٰہی اور کثرتِ مشابہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ روحِ ولایت اور مغزِ معرفت ہے، اور یہ لفظ بھی خیال سے نہ اُتریں کہ ’ابوبکر کی خوبیاں سب سے زیادہ اور درجہ سب سے اُونچا اور مرتبہ سب سے بزرگ اور بارگاہِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں عزت سب سے افزوں‘۔

(۱) **اِرشادِ علوی** : ابوعمرو بن عبدالبر’’اِستیعاب‘‘میں حکم بن حجل سے اور دارقطنی اپنی’’سنن‘‘میں راوی سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :

لاَ اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا جَلَّدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ .

(ترجمہ: اگر میں نے کسی کو اس حال میں پالیا کہ وہ مجھ کو ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) پر فضیلت وفوقیت دیتا ہے تو میں یقیناً اُس پر بہتان باندھنے والے کی طرح حد نافذ کروں گا)۔

فائدہ : اِمام ذہبی نے اِس حدیث کی تصحیح فرمائی اور اِسی کے قریب اِمام ابوالقاسم طلحہ نے کتاب ’السنۃ‘ میں جناب علقمہ سے روایت کیا۔

تنبیہ : اب تو پتہ لگا نا اُس وہم کاذِب کا کہ جناب اسد اللّٰہی حضرات شیخین کو بطور اِنکسار اپنے اُوپر تفضیل دیتے تھے!۔ اچھا انکسار ہے کہ مخلوقِ خدا پر سچی بات میں مفتری ٹھہرا کر اَسّی (۸۰) کوڑوں کا حکم ہوا، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تفضیل شیخین حضرت مولیٰ کے نزدیک قطعی تھی جب تو اُس کے اِنکار پر حد جاری فرمائی؛ ورنہ حدود تو اَدنیٰ شبہہ سے دفع ہو جاتی ہیں۔ خود مولیٰ علی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی: اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ اور یہیں سے مرفوع ہوا وہ قول جو در بارۂ عدم تضعیف معمر سے منقول ہوا۔ ظاہر ہے کہ کہاں معمر اور کہاں اَسدِ حیدر!۔ ۱۲ منہ حسن۔

طنطنہ ٔ خیبر کشائی

یہاں بھی بعض حضرات فرمانے لگتے ہیں کہ جب وہ اعلیٰ ہوئے، تو یہ اَدنیٰ ٹھہرے۔ اِس مغالطہ کا پورا حل تو وہی ہے جو 'صولتِ فاروقی' میں گزرا، اور مرتبہ ٔ اِجمال میں آ کر اُن حضرات سے اتنا پوچھ لیجیے کہ آخر حضرت مولیٰ کی ولایت ومعرفت' حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی معرفت و ولایت سے تو ضرور اَرفع و اَعلیٰ ہے۔ اَب کیا - معاذ اللہ - دونوں شہزادوں کی ولایت اَدنیٰ درجہ میں رکھو گے! یا - عیاذاً باللہ - اُن کو ولی ناقص کہو گے!!۔ خدارا! ایسی تو نہ کہا کرو جو اُلٹی (خود اپنے ہی سر آ) پڑے!۔ واللّٰهُ الهَادِي .

اِسمَعْ كَلَامَ أُولِى الْعِرْفَانِ وَالْعُلَمَا
فَـفِيهِمُ الْأُسْوَةُ الْحُسْنٰى لِمُعْتَبِرٍ (۱)

علما و اَولیا کے اَقوال درکار ہوں تو اِمام حجۃ الاسلام محمد غزالی علیہ الرحمہ 'اِحیاء العلوم' شریف میں فرماتے ہیں :

> 'ابوبکر و عمر کی شہرت تو خلافت و سیاست میں ہے اور اُن کی افضلیت معرفت و ولایت میں'۔

اور فرماتے ہیں :

> 'جس کی جس قدر معرفت زیادہ، اُسی قدر اُس پر تجلی اِلٰہی افزوں۔ اِسی لیے ابوبکر پر خاص تجلی ہوگی اور اَوروں پر عام'۔ (۲)

---

(۱) ترجمہ: (اب ذرا لگے ہاتھوں) اَربابِ علم و عرفان کے کلامِ حق بیان بھی سنتے چلو؛ کیوں کہ ایک صاحبِ اعتبار کے لیے ان کی باتیں بھی کسی عظیم نمونہ (اور روشن دلیل) سے کم نہیں ہوتیں!۔

(۲) احیاء علوم الدین: ۱/۲۳۔

سیّدی محی الدین ابن عربی قدس سرہ جنھیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے 'بحرالحقائق' لقب دیا، 'فتوحات' شریف میں فرماتے ہیں :

'مقاماتِ ولایت میں ابوبکر سے اعلیٰ کوئی نہیں۔ اُن کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہے۔ اُن کا مقام نبوت سے نیچے اور صدیقیّت سے اوپر ہے۔ اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں کوئی نہیں۔ وہ اپنے وقت کے یکتا ہیں اور اُن کے ماسوا سب اُن کے زیرِ حکم۔'

اور فرماتے ہیں :

'غوث ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت کے تمام اولیا کا سردار ہے، اور چاروں خلیفہ اپنے اپنے وقت کے غوث تھے۔'()

قطب العالم اِمام شعرانی کتاب 'الیواقیت والجواہر' میں فرماتے ہیں :

'تمام اولیاے محمدین میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین'۔()

افندی محمد رومی برکلی 'طریقۂ محمدیہ' میں فرماتے ہیں :

'افضل ولی ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین، پھر علی مرتضیٰ اور اُن کی خلافت بھی اِسی ترتیب پر ہے'۔(۱)

سیّدی عبدالغنی نابلسی 'حدیقۂ ندیہ' میں فرماتے ہیں :

'صدیق اکبر جو تمام اُمتِ محمد ﷺ سے افضل ہیں، تو اُس راز کے سبب افضل ہیں جو اُن کے سینے میں متمکن ہے، جس کے سبب اُنھیں اُس قسم کا قربِ اِلٰہی ملا کہ قیامت تک کسی صدیق کو نہ ملے گا، پھر اگر بعض اولیا مرتبۂ

(۱) بریقۂ محمودیہ فی شرح طریقۂ محمدیہ: ۳/۲۔

تکمیل میں اُن سے بڑھ جائیں اور طریقۂ ہدایت و اِرشاد اُن سے زیادہ جانیں، تو کچھ ہرج لازم نہیں آتا'۔()

اقول: الحمدللہ کہ اس اِمامِ اجل ولی اکمل کے اِرشاد نے حق خوب واضح کر دیا اور مخالفین کے سارے شکوک مٹا دیے۔ یہی عقیدہ ہے ہمارا کہ حضرت جناب شیر خدا -کرم اللہ تعالیٰ وجہہ- کو مرتبۂ اِرشاد و تکمیل میں وہ رُجحانِ روشن حاصل کہ صدیق کو ہرگز نہیں۔ اِس لیے سلاسل اَولیا اُس جناب تک منتہی ہوتے ہیں اور وصول اِلی اللہ اُن کے دامن سے وابستہ؛ مگر اس سے صدیق کے قربِ ربانی اور معرفتِ نفسانی میں پیشی و بیشی نہیں مٹتی۔ **وھَوَ المَقصودُ والحَمدُ للّٰہِ .**

امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ 'شرح مواہبِ لدنیہ' میں فرماتے ہیں :

ابو بکر 'صدیق اکبر' ہیں اور علی 'صدیق اصغر'۔

اور فرماتے ہیں :

'قطب تمام مقاماتِ ولایت کا جامع و مدار اور اپنے زمانہ میں سب اولیا کا سردار ہوتا ہے اور جمہور اولیا کے نزدیک پہلے قطب نبی ﷺ کے بعد صدیق ہیں، پھر فاروق، پھر عثمان، پھر علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین'۔

شیخ الوقت سیّدی علی الہجویری -قدس سرہ النوری- جن کی عظمتِ شان اور جلالتِ عرفان دریافت کرنی ہو، تو مولانا جامی کی 'نفحات الانس' دیکھیے، 'کشف المحجوب' شریف میں فرماتے ہیں :

'اگر سچا پکا صوفی درکار ہے، تو صفائے کامل تو صدیق پر نثار ہے کہ وہ تمام اولیا کے اِمام و سردار و پیشوا ہیں۔ اُن کے بعد ہر باب میں عمر تمام جہان کے سیّد و سردار و مقتدا ہیں'۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :

'اکابر اولیا کا اِجماع ہے کہ معرفت و ولایت میں صدیق کو کوئی نہیں پہنچتا'۔

مخدوم سیّد اشرف جہاں گیر چشتی سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں :

'اگر پیر ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ اور مرید ہیں تو ابو بکر صدیق ﷜'۔

خدمت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری وغیرہ اکابر اولیا فرماتے ہیں :

'جب تک جہان ہے، نہ رسول اللہ ﷺ سا پیر ہوگا، نہ صدیق اکبر سا مرید'۔

اور 'شرح آداب المریدین' میں فرماتے ہیں :

'عظمت و جلالِ اِلٰہی جیسا ابو بکر کے دل میں تھا، کسی کے دِل میں نہ تھا، عمر و عثمان و علی اور تمام صحابہ کے لیے مقاماتِ عالیہ ہیں؛ مگر جو کچھ اِن سب سے ورا اور مقامات سے برتر و بالا ہے، وہ خاص صدیق اکبر کا حصہ ہے'۔

قاضی القضاۃ مخدوم شیخ شہاب الدین دولت آبادی فرماتے ہیں :

'ابو بکر افضل الاولیا ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔ جو مولیٰ علی کو ابو بکر و عمر سے بہتر بتائے، وہ رافضی ہے'۔

ملک العلما بحر العلوم 'شرح مثنوی مولوی معنوی' میں فرماتے ہیں :

'ابو بکر و عمر ولایت و معرفت میں سب سے افضل ہیں، مولیٰ علی کو ولایت کی رُو سے افضل اُمت کہنا مذہبِ روافض پر درست ہوسکتا ہے'۔

بالجملہ مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمان، صحابۂ کرام کا یہ اِذعان، خود جناب ولایت مآب کا وہ اِرشاد، علما و اولیا کا یہ اِعتقاد، پھر سنی ہو کر اِن سب کو پس پشت ڈالنا اور دِل سے گڑھ کر نئی راہ نکالنا کیوں کر بنا!۔

یہ دو حرف بطورِ نمونہ عرض کیے گئے کہ شاید کسی حق طلب کو اِسی قدر کفایت کرے؛

ورنہ تحقیق بالغ اور تنقیح کامل درکار ہو تو تصانیفِ شریفہ حضور پرنور سیّدنا و مولانا و مرشدنا و ماوانا سیّد الواصلین سند الکاملین قبلۂ دینی کعبۂ یقینی حضرت **سیّدنا ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب** قادری برکاتی احمدی رسولی مارہروی مسند آرائے سرکار مارہرہ دامت برکاتہم الباطنہ والظاہرہ، اور توالیفِ لطیفۂ حضرت اخی المعظم عالم اعلم نخل نوخیز گلشن تحقیق نخۂ عطر بیز گلبن تدقیق حضرت **مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب** قادری برکاتی احمدی رسولی بریلوی دام ظلّہ العلی السمی کو مطالعہ کیجیے کہ خدا اِنصاف دے، تو - اِن شاء اللہ تعالیٰ - آنکھیں کھل جائیں اور غفلت و ناواقفیت کے نشے نعرۂ شیرانہ کے حضور ہرن ہوتے نظر آئیں۔

بیا بیا کہ تجلاے حق نما اِیں جاست
بیا بیا سر باطل بہ زیر پا اِیں جاست (۱)

اِنْ کَانَ عِنْدَکَ بُرْھَانٌ فَاَبْدِ لَنَا
اَمْ لَااِمَامَ سِوَی الْاِصْرَارِ وَالْبَطَرِ (۲)

(۱) یعنی آجاؤ، چلے آؤ، یہی وہ جگہ ہے جہاں حق کے اَنوار وتجلیات برستے ہیں۔اور یہی وہ مقام ہے جہاں باطل کا سر (حق کے) قدموں تلے کچلا پڑا ہے۔

(۲) ترجمہ: اگر (اپنے دعوے کے ثبوت میں) تمہارے پاس کوئی دلیل ہو تو اسے بلا تکلف ہمارے سامنے پیش کرو، مگر ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس محض اِصرار اور تکبر و شیخی کے کوئی چارۂ کار نہیں۔

غرش کوسِ حیدری

حضرات سے کوئی اِتنا تو پوچھے کہ ہماری دلیلیں آپ کی سمجھ سے وراسہی؛ مگر آپ جو تفضِیل حضراتِ عالیہ شیخین میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے اور اِجماعی مسئلہ اہل سنت میں تاویل وتبدیل کے ہاتھوں رنگ رنگ کے رخنے ڈالتے ہیں، آپ کے پاس بھی کوئی حجت ہے یا محض اِیجادِ بندہ پر قناعت ہے!۔

زیادہ نہیں دو ہی ایک آیت قطعی الدلالت یا اَحادیث صحیح المتن والسند سے شیخین کا ولایتِ ذاتیہ میں کم ہونا ثابت کر دیجیے، یا سلف وخلف اکابرِ اُمت کا سوادِ اعظم آپ کی طرف ہو، تو اُنہیں کے اَقوال پیش کیجیے؛ ورنہ کیا ہم پر جبر کیا جاتا ہے کہ ہم تو اپنے دلائلِ قاہرہ سے درگزریں اور حضرات کے خیالی پلاؤ بگھریں۔

کدھر ہے شرمِ تفضِیل کی غیرت!

خدارا! ذرا حمیت وہمت کو کام فرمایئے اور ولایت ومعرفت میں کمیِ شیخین پر دلائل سنایئے۔ آیت ہے تو کیوں نہیں بتاتے، حدیث ہے تو کیوں نہیں دکھاتے، صحابہ سے خبر پہنچی تو سکوت کیوں ہے، اہل بیت نے تصریح فرمائی تو اِدعاے بے ثبوت کیوں ہے؟۔

خود حضرت مولیٰ نے کچھ فرمایا تو دکھاؤ! کس کھو میں چھپایا، جماہیر ائمہ نے کچھ اَقوال دیے تو اُٹھو، رکھنا کس دِن کے لیے، اور جب ہر طرف سے پشیمانی تو کس برتے پر تاپانی؛ مگر اِتنا یاد رہے کہ تحریف وتصرف کے کاوے، تاوِیل وتکلف کے چھلاوے، زورِ زبان کا جلوہ دکھانا، ناموافق کو موافق بتانا، اہل حق نے تو کاہے کو مانا، جو نص ہو صریح ہو، جو حدیث ہو صحیح ہو، اَقوال ہوں تو جمہور کے، دلائل ہوں تو شعور کے، طرقِ تمسّک اور وجوہِ تعارُک محفوظ رہیں، علوم ثلاثۂ اصلین ومناظرہ ملحوظ رہیں؛ ورنہ تقصیر معاف!۔

ع: مغز ما خورد و حلق خود بہ درید ☆، سے کیا حاصل فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ . (یعنی اگر تم اپنے دعوے پر دلیل نہ لا سکو اور تم ہرگز کبھی نہیں لا سکتے؛ تو اَب تمہیں یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ خائنوں کو کبھی راہ یاب نہیں فرماتا)۔

ہیہات ہیہات اِقامتِ دلائل نصیبِ دشمناں، کاش! دوسروں کی تحریر ہی غور سے سنیں سمجھیں تو کیوں ناحق جھگڑیں، بے وجہ بگڑیں، کانٹوں میں اُلجھیں، اور نہیں تو وہ سوالات ہی دیکھیں جو اہل سنت کی طرف سے مطبوع ہوئے کہ اگرچہ بہ ظاہر سوال ہیں؛ مگر خدا سمجھ دے تو دلائلِ نفیسہ کی ہری بھری ڈالیاں، تحقیق کے بھینے بھینے پھولوں سے مالا مال ہیں۔ کاش! سب مل کر اُنھیں کے جواب پر ہمت فرمائیں کہ تعصب نہ ہو تو - اِن شاء اللہ تعالیٰ - بہ نگاہِ اَوّلین صراطِ مستقیم پر آ جائیں۔

وَ لٰکِنَّ الْھِدَایَۃَ لَنْ تَنَالَا ☆ بِلَا فَضْلٍ مِنَ الْمَوْلٰی تَعَالٰی (۱)

وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل

مَالِیْ اَرَاکَ سَلِیْطًا تَشْتِمُ الْعُلَمَا
اِنَّ الشَّتِیْمَۃَ یَا ھٰذَا مِنَ الْکُبَرِ (۲)

(۱) ترجمہ: لیکن جب تک مولا جل مجدہ کا خاص فضل اور اُس کی عنایت شامل حال نہ ہو منزلِ ہدایت تک کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوتی۔

(☆) یعنی (کیا دانش مندی ہے کہ) ایک طرف تو اپنی بے بنیاد باتوں سے ہماری دماغ سوزی کی، اور دوسری طرف بیجا دعوے کر کے اپنے گلے پھاڑے!۔

(۲) ترجمہ: آخر یہ کیا بات! کہ میں تجھے اَربابِ علم وفقہ پر زبانِ طعن دراز کرتا دیکھ رہا ہوں۔ شاید تجھے معلوم نہیں کہ سب وشتم ہمیشہ کبر ونخوت کی کوکھ سے جنم لیا کرتے ہیں۔

پَرتوِ شانِ شبری

اچھا! نہ سہی، ہم تمہاری خاطر سے یوں ہی مانے لیتے ہیں کہ- خدانہ کردہ- حضرات کی طرف بھی دلائلِ صریحہ صحیحہ موجود ہیں؛ مگر آخر یہ اَحادیث واَقوالِ علما واَولیا جو ہم پیش کرتے ہیں، جن میں ہمارے مذہب کی صاف صریح روشن تصریح ہے، یہ بھی تو اہل سنت کے قدوہ و پیشوا ہیں، پھر نقول بھی اِس بلند پایہ کی کہ اُن مذہب کو مذہب جمہورِ اَولیا فرمائیں، اور اکابر صوفیہ اِجماعِ اکابر بتائیں۔

اَب اگر ہم غریبوں نے اُن کے پاک مبارک دامنوں سے وابستگی کی، تو کون سا گناہ ہوا، جس پر- خدا کی پناہ- بغض وحسد، غیظ وغضب اور شتم وسب کے طومار بندھے، خانۂ تعصب میں اَلقابِ سیئہ خروج ونصب کے بندھنوار بندھے۔

اِتنا تو دیکھا ہوتا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ اُن ائمہ دِین، علماے عاملین اور اولیاے کاملین کے کلماتِ طیبات میں حرف بہ حرف مصرَّح ہے یا نہیں؟، اگر نہ ہو، تو ہم ملزم اور ہو تو اِتنا دکھا دو کہ آج تک ان علما و اولیا پر اِس مسئلہ میں کبھی طعن و تشنیع کے لام بندھے، یا -معاذ اللہ- خارجی ناصبی نام رکھے گئے، اور جب ایسا نہیں تو عزیزو! اُن کے پیرو پر کیوں غضب کی نگاہیں ٹوٹ پڑیں!۔

ہائے قحطِ اِنصاف! اوّل تو تمہاری طرف تصریحات کب ہیں!، اور ہوں بھی تو ایسے مشاہیر ائمہ کہاں!! اور ہوں بھی تو جمہور وشاذ کا فرق کدھر جائے گا۔ اور نہ بھی سہی تو اُن کی وجہِ ترجیح کیا۔ اور ہو بھی تو غایت درجہ مسئلہ اہل سنت میں خلافی ٹھہرے گا، پھر تمہارے ان کلمات خشم وشتم کا کچھ حساب خدا کے یہاں ہے یا نہیں!۔

من آں چہ شرط بلاغ ست باتو می گویم
توخواہ از سخنم پندگیر وخواہ ملال(۱)

واللّٰہُ تعالیٰ الھادی.

العَبدُ یُثنِی عَلَی المَولٰی بِمَحمِدَۃٍ
اَشْھیٰ مِنَ الدَّرِّ بَلَ اَبْھیٰ مِنَ الدُّرَرِ(۱)

بوسۂ پائے قنبری

جب ہمارے مہربان مخالف-بحمداللہ-عاجز آتے اور ہمارے اصل مذہب میں کوئی ذریعۂ طعن نہیں پاتے تو ناچار ہو کر اِفترا و بہتان کی پناہ میں جاتے ہیں کہ فلاں بندۂ خدا تو -معاذ اللہ، معاذ اللہ- حضرت مولیٰ علی -کرم اللہ تعالیٰ وجہہ- کی تنقیصِ شان کرتا ہے۔ فلاں تو -استغفر اللہ، استغفر اللہ- حضرات شیخین کی تفضیل مِن جمیع الوجوہ کا دم بھرتا ہے؛ حالاں کہ علماے اہل سنت کے رسائل وتحریرات میں اِس جہالت کا صاف وصریح ردّ مذکور ہے، بلکہ جو جزوِ عقائد مہری دستخطی ان حضرات کے بعض اکابر نے حضرت اخی المعظم مولانا مدظلہ الاکرم سے بہ حیلۂ قبول مذہب واختیار سنّیت منگوایا تھا، اُس میں بھی تفضیل من کل الوجوہ پر کھلی تشنیع مسطور ہے؛ مگر اِغواے عوام کے لیے طومار بندیوں سے باز نہیں آتے اور مواخذۂ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے مطلق ہراس نہیں لاتے۔

(۱) یعنی میرا کام پند ونصیحت کے چراغ جلاتے جانا ہے، سو میں وہ کام کر رہا ہوں، اب آپ خواہ اس سے نصیحت کی روشنی حاصل کریں یا ملال کی آگ میں جھلسیں، (یہ آپ کی اپنی مرضی ہے)۔

(۲) ترجمہ: جب ایک بندہ اپنے مالک ومولا کی اپنے خاص آہنگ وترنگ میں حمد وثنا بیان کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس کے لیے دودھ سے کہیں زیادہ لذیذ اور موتیوں سے کہیں زیادہ بیش قیمت ہوتا ہے۔

ہر چند کہا جاتا ہے کہ تعظیم شانِ رَفیع اور مکانِ مَنیع حضرت شیرِ خدا مشکل کشا - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ - ہم سنیوں کا عین اِیمان اور جو مردود اُس جنابِ گردوں قباب کو - معاذ اللہ - اَدنیٰ نگاہِ تحقیر و تنقیص سے دیکھے، جہنم کا کندہ، اِبلیس کا بندہ، پکا شیطان ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ ہم حضرات شیخین کو اُس جناب سے افضل جانتے ہیں؛ مگر یہ خاص ہمارا ہی عقیدہ نہیں، تمام ائمۂ اہل سنت ایسا ہی مانتے ہیں۔

اگر تفضِیلِ افضل توہینِ مَفضُول ٹھہرے تو آدمی اپنے اِیمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ اگر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اَنبیاے سابقین سے افضل نہ کہے تو خدا کا غضب نازل ہو، کہے تو تمہارے طور پر توہینِ اَنبیا کا مرتکب ٹھہر کر جہنمِ اَبدی میں داخل ہو۔ بے چارہ کس بلا میں پڑا، نہ راہے رفتن نہ روے ماندن۔(۱)

اِسی لیے ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ فضل شیخین، فضل ختنین سے زائد ہے، بغیر اِس کے کہ فضل ختنین میں - معاذ اللہ - کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

لیکن کون سنتا ہے، وہاں وہی تہمت و اِفترا کی دُھن بندھی ہے، توہین توہین کی رٹ لگی ہے؛ لہٰذا فقیر حقیر اُن حضرات کی غرور افگنی اور تکبر شکنی کو حضرت اخی المعظم مولانا رضا مدظلہ کی کتابِ تفضِیل سے یہ چند سطر بطورِ نمونہ نقل کرتا ہے اور اِس رسالہ کا 'اَلــرَّائِـحَةُ الْـعَـنْبَرِيَّةُ مِنَ الْمِجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ' نامِ تاریخی اور 'تزکِ مرتضوی' مشعرِ سالِ عیسوی لقب دھرتا ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُعِيْنُ وَ بِهٖ نَسْتَعِيْنُ لِدَفْعِ الْحَاسِدِيْنَ وَ طَرْدِ الْمُفْسِدِيْنَ

تفضِیل کا جو یا نہ ہو مولا کی وِلا میں ☆ یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا
مولیٰ کی اِمامت سے محبت ہے تو غافل ☆ اَربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا☆

(۱) یعنی نہ تو بھاگنے کے لیے کوئی راستہ ہے اور نہ ہی کوئی سمت۔

(☆) موقع کی مناسبت سے یہ اَشعار صاحبِ کتاب کے مشہور دیوان 'ذوقِ نعت' سے ماخوذ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نقل تبصرۂ سابعہ از تبصراتِ عشرۂ مقدمۂ ثانیۂ رِسالہ تفضیل تصنیف منیف حضرت رضا مدظلہ الجلیل

برداشتن داغِ حسرت وبارِ نکبت؛ بر دلِ حاسداں وسرِ مفسداں گذاشتن(۱)

تبصرۂ سابعہ

قَالَ مُدَّ ظِلُّهُ الْعَالِيُ مُدَى الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيُ :

سُنّیت اُس صراطِ مستقیم کا نام ہے جس میں لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا(۲) طرفینِ اِفراط و تفریط کی طرف میلان - بحمد اللہ - حرام ہے؛ لہٰذا ہم جس طرح اِن تبصرات میں اپنے مخالفِ اوّل یعنی فرقۂ تفضیلیہ کے خیالاتِ باطلہ واَوہامِ عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں، واجب کہ کچھ دیر اِدھر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں اُن حضرات سے بھی کر لی جائیں جنھوں نے بعض متاخرینِ ہند کے بعض کلماتِ زور آزمائی دیکھ کر بداہتِ عقل وشہادتِ نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تفضِیل مِن جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ ہمارے طریقِ مراد میں سنگِ راہ ہے، اِن لوگوں کی خلش بھی چشمِ اِنصاف میں خارِ دامانِ نگاہ ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا، تو ہم - اِن شاء اللہ تعالیٰ - اپنے نزدیک جو معنیِ تفضِیل ہیں، اُن کے چہرۂ تحقیق سے نقاب اُٹھائیں گے کہ مقصودِ اعظم اِن مباحث سے وہی ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوۡفِيۡق ۔

---

(۱) یعنی (اب ہم) حسرت ونکبت کے گراں بار بوجھ سے گلوخلاصی کر کے اُسے حاسدوں کے دل اور فسادیوں کے سر پر رکھ چھوڑتے ہیں۔

(۲) اور اس میں اصلا کوئی کجی نہ رکھی۔ (سورۂ کہف: ۱/۱۸)

اب ذرا تبصرۂ اُولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالیے کہ جس طرح اُس سے یہ اَمر منصّۂ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجردِ کسی فضیلت سے اِختصاصِ مناطِ اَفضلیت واکرمیت نہیں؛ ورنہ تناقضِ بیّن لازِم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائلِ خاصہ سے ممتاز تھے جواُن کے غیر میں نہ پائے جاتے، اور بہ ہمیں وجہ بعض آحادِ صحابہ خلفاے اَربعہ سے افضل قرار پائیں جو کہ خلافِ اِجماع ہے۔ اِسی طرح یہ مقدمہ بھی اِنجلاے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے بہ جمیع وجوہ افضل اور تمام اَفرادِ محامد میں اعلیٰ و اکمل نہیں کہہ سکتے؛ ورنہ خصائص خصائص نہ رہیں كَمَا لَا يَخفٰى۔

فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیتِ مطلقہ اور اِختصاص بہ خصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولیٰ علی کے مناقبِ خاصہ ہی سے اِنکار کر جائیں گے۔ خدارا! ذرا آنکھ کھول کر کتبِ حدیث دیکھیں جس قدر خصائصِ وافرہ[1] حضرت مولیٰ کے مالک ومولیٰ نے اُنھیں عطا فرمائے، دوسرے کو تو ملے بھی نہیں، پھر صریح آفتاب کا اِنکار کیوں کر بن پڑے گا!۔

بحمد اللہ ہمارے آقاے نامدار پر وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ[2] کا ایسا پر تَوِ جلیّہ ہے کہ اُن کے فضائلِ علیّہ ہمارے نشر وتذکیر کے محتاج نہیں، نہ ہماری قدرت اُس کی وسعت رکھے؛ مگر حبیب کا ذِکر حبیب اور رحمتِ اِلٰہی کا نزول قریب؛ لہٰذا شوقِ دِلی

(۱) اعلم انّ الفضيلة شيئ والافضليّة شيئ اٰخر والاوّل ما يقبل فيه الضعاف ما لم يشتد ضعفها بخلاف الثانى و هذه نكتة يجب حفظها فقد غفل عنها كثير من ابناء الزمان، والله الهادى. ۱۲منہ

یعنی معلوم ہونا چاہیے کہ فضیلت اور اَفضلیت دو الگ الگ چیزیں ہیں؛ کیوں کہ فضیلت میں ضعیف روایتیں بھی قبول کر لی جاتی ہیں اگر ان میں ضعف بہت شدید درجے کا نہ ہو؛ جب کہ افضلیت میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ بطورِ خاص ذہن نشیں رکھنا چاہیے؛ کیوں کہ بہت سے ابناے زمانہ (اور دعویدارانِ علم) اِسے بھولے بیٹھے ہیں۔ اور ہدایت فقط اللہ کی توفیق سے ملتی ہے۔

(۲) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۂ الشرح: ۹۴/۴)

جوش زن ہے کہ شیخین کی تفضیل مِن جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر بتائیں کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

'لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں وہ ایک درخت سے'۔(۱)

ہاں! وہ علی مرتضٰی ہے، مصطفٰی کی شاخ، آلِ مصطفٰی کی جڑ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمْ وَسَلَّمَ ۔

ہاں! وہ کون تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا۔ جب وہ ہمارا پیارا محبوب روانہ ہوا، محبتِ مصطفوی ﷺ نے جوش فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی :

اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیْنِیْ عَلِیًّا ۔ (۲)

اِلٰہی! مجھے دُنیا سے نہ اُٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔

ہاں! وہ علی ہے محبوبِ خدا و مطلوبِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہاں! وہ کون ہے، جس کی نسبت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے :

'اللہ تعالٰی نے ہر نبی کی ذرّیت اُس کے صلب میں رکھی اور میری ذرّیت اِس کی پشت میں ہے'۔(۳)

---

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔۱۲منہ...... جمع الجوامع سیوطی: حدیث:۲۸۳......میزان الاعتدال:۳۰۶/۲ حدیث: ۳۸۵۰...... کنزالعمال، کتاب الفضائل ، فضائل علی رضی اللہ عنہ، حدیث :۳۲۹۴۳، جلد۱۱،ص۲۷۹۔ دارالکتب العلمیہ ، بیروت۔

(۲) عن امّ عطیۃ رضی اللہ عنہا۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ عنہ، دارالفکر بیروت، جلد ۵ ص ۴۱۲...... معجم کبیر طبرانی:۲۴۵/۱۸ حدیث:۲۰۶۷۹...... فضائل الصحابہ احمد بن حنبل:۱۰۰۳/۱۷/۳......تاریخ کبیر بخاری:۲۰/۹ حدیث:۱۴۹......تہذیب الکمال:۱۸۶/۳۳ حدیث:۷۲۷۸۔

(۳) طب عن جابر، خط عن ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ ۱۲ منہ مدّ ظلّہ [کنزالعمال، کتاب الفضائل ذکر الصحابۃ، حدیث:۳۲۸۸۹، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، جلد ۱۱ص ۲۷۵]

ہاں! وہ علی ہے ابوالائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جسے بشارت دیتے ہیں :

'تو روزِ قیامت قسیم نار و جنان ہے'۔(۱)

ہاں! وہ علی ہے سیّد الابرار و قاتل الکفار رضی اللہ عنہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جسے اُس معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا :

'میرے(☆) کندھوں پر چڑھ کر سقفِ کعبہ سے بت گرا دے'۔

اور جب وہ بلند اختر چڑھا، اپنے کو ایسے مقامِ رفیع پر پایا کہ فرمایا :

انَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیَّ اَنِّیْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ . (۲)

---

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل صحابہ، فضائل علی، حدیث ۳۶۴۷۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد ۱۳ ص ۶۶۔

(۲) یعنی رواه الامام احمد فی مسنده و النسائیّ فی "الخصائص" بطرق عدیدة عن سیّدنا علي ، وذهل الفاضل الدهلوي في "التحفة" فلیحفظ. ۱۲ منہ مدظلہ العالی۔

مسند بزار: ۱/۴۵۱ حدیث: ۷۶۹......مسند ابویعلی موصلی: ۱/۲۸۰ حدیث: ۲۷۶......مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۴۴، دار الفکر بیروت، جلد ۱ ص ۱۸۳۔

(☆) قولہ: میرے کندھوں پر چڑھ کر الخ۔۔۔

حضرت مقدام المحققین امام المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیّدنا العلامۃ الفہامۃ خدمت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کتاب 'سرور القلوب فی ذکر المحبوب' کے اوّل میں بہ تقریب ذِکر گراں باری وحی و رسالت اِرشاد فرماتے ہیں :

'اِسی وجہ سے فتح مکہ کے روز جب مولیٰ علی نے درخواست کی کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر بتوں کو کعبہ کی چھت سے اُتار لیجیے اور تصویریں مٹا دیجیے، منظور نہ فرمایئے کہ خیبر شکنی اور بات ہے اور بارِ نبوت اُٹھانا اور بات! ۔حضرت علی میں یہ قوت کہاں تھی کہ بارِ گراں نبوت

مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں تو آسمان کا کنارہ چھولوں۔

ہاں! وہ علی ہے بالا منزلت والا مرتبت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے؟ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے۔عرض کیا :

'حضور! مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں'۔

اِرشاد ہوا :

بقیہ: اپنے کندھے پر اُٹھاتے۔لہٰذا اُن سے فرمایا کہ تمہیں میرے کندھے پر چڑھ کر بت گراؤ اور تصویریں مٹادو!'۔

انتہٰی بلفظہ الشریف قدّس سرّہ اللطیف.

اب بعض حضرات کا جوشِ تعصب دیدنی ہے۔جب سے کتابِ مستطاب میں یہ عبارت سنی ہے، بہ زعم خود گویا چڑھ بنی ہے۔اپنے حواشی وحوارِیین کو بار بار یہ عبارت سنائی جاتی ہے اور بہ راہِ اِغوا ومغالطہ وہی اُن بے چارے جاہلانِ بے خرد سے کہا جاتا ہے''دیکھیے حضرت! یہ صریح توہین ہے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کہ اُن میں بارِ نبوت اُٹھانے کی قوت نہیں بتاتے'۔

اقـــــول: اوّل تو معترض بہادر کو اِتنی خبر نہیں کہ جو کچھ حضرت مقدام المحققین نے فرمایا، بالکل ترجمہ ہے حدیث کا، پھر اگر اِعتراض ہے، تو حدیث پر زیادہ لیاقت نہ ہو، تو 'مدارج النبوۃ' دیکھیے :

'علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ ﷺ پاے مبارک را بر کتف من بنہ وایں اَصنام را فرود آرآں سرور فرمود یا علی! ترا طاقت برداشت بارِ نبوت نیست، تو پاے بر کتف من نہ ایں کار بکن الخ'۔

(مدارج النبوت؛ وقائع سالِ ہفتم؛ ذکر فتح مکہ؛ وصل در ذکر شکستن اصنام در کعبہ 2/291)

ثانیاً: اگر اِس میں کمی رُتبہ سمجھی گئی، تو حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا اِس قدر بھی دِل نازک پر گراں ہے اور چشم باریک بیں مثل بعض غلاۃِ بے دیں ملاحظہ امر خفی کی طرف نگران ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔۱۲حسن غفر اللہ تعالیٰ لہ

'کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ(☆) سے بہ منزلہ ہارون کے ہو وہ موسیٰ سے؛ مگر میرے بعد نبی نہیں'۔(۱)

ہاں! وہ علی ہے برادرِ احمد وخلیفہ امجد رضی اللہ عنہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جو تمام مسلمانوں کا مولیٰ بنا اور تاکید اکید ارشاد ہوا :

'جس کا مَیں مولیٰ، اُس کا یہ مولیٰ۔ اِلٰہی! دوست رکھ اُسے جو اِسے دوست رکھے اور دُشمن رکھ اُسے جو اِس سے دشمنی کرے'۔(۲)

ہاں! وہ علی ہے امیر المومنین ومولی المسلمین کرم اللہ تعالی وجہہ۔

(☆) یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام تیس رات کے وعدے پر حق سبحانہ وتعالیٰ سے کلام کرنے گئے، تو ہارون علیہ السلام سے فرما گئے تھے :

اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ o (سورۂ اعراف: ۷/۱۴۲)

'میری قوم میں میری نیابت کرنا'۔

یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لیے جاتے ہیں اور تمہیں پس ماندوں پر اپنا خلیفہ ونائب چھوڑتے ہیں، تو تمہاری ہماری نسبت اِس وقت بالکل ایسی ہوئی جیسی حضرت موسیٰ وہارون کی تھی۔ فرق یہ ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے، بلکہ امام مستقل بھی کہ خود بھی نبوت رکھتے تھے، تم فقط نائب ہونا اِس قسم کے امام مستقل کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بہ ذاتِ خود والی ہو۔ یہ ہیں معنی حدیث اور اُس کے سوا جو معنی اَوہامِ فاسدہ تراشیں، وہ اُن پر مردود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) خ م عن سعد بن ابی وقاص، ا ر عن ابی سعید الخدریّ، طب عن أسماء بنت عمیس و امّ سلمة حبیش بن جنادة و ابن عمر و ابن عباس و جابر بن سمرة و علیّ و البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللّٰه تعالٰی عنهم اجمعین ۔ ۱۲منہ مدّ ظلّہ العالی...... صحیح البخاری، مغازی غزوہ تبوک، حدیث ۴۴۱۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد ۳ ص ۱۴۴۔

(۲) ا عن البراء بن عازب و عن بریدة بن الحصیب. ت س، ضم عن زید بن ارقم. ق عن البراء رضی اللّٰه تعالٰی عنهم. ۱۲منہ مدّ ظلّہ العالی
سنن النسائی الکبری، کتاب الخصائص، باب قول النبی من کنت ولیہ فعلی ولیہ، حدیث: ۸۴۶۴، دار الکتب العلمیہ بیروت جلد ۵ ص ۱۳۰۔

ہاں! وہ کون ہے کہ روزِ خیبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

'کل یہ نشان اُسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، خدا اور رسول اُسے پیارے اور وہ خدا و رسول کا پیارا'۔(۱)

رات بھر لوگوں میں چرچا رہا، دیکھیے، کسے عطا ہو! صبح اُس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا۔

ہاں! وہ علی ہے حرزِ اِسلام و شیرِ ضرغام رضی اللہ عنہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد اقدس میں بہ حالت جنابت گزرنا اپنے لیے جائز رکھا یا اُس کے لیے۔(۲)

ہاں! وہ علی ہے طاہر اطہر طیب اعطر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابِ کرام میں مواخات کی، وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ .

---

(۱) خ م عن سهل بن سعد. طب عن ابن عمر و ابن ابی لیلی و عمران بن حصین. ر عن ابن عبّاس رضی اللّٰه تعالٰی عنهم اجمعین. ۱۲منه

صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، حدیث:۲۹۴۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد۲ص۲۹۴۔

(۲) ت عن ابی سعید. ر عن سعید. س مس عن عمرو بن میمون عن ابن عبّاس فی حدیث طویل. مس ایضا عن الفاروق من قوله رضی اللّٰه تعالٰی عنهم اجمعین و الحدیث ممّا تعلق به مفضلة الزمان و لا حجة لهم فیه کما لا یخفی و قد ذکرنا تحقیقه فی محلّه. ۱۲منه

سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث:۳۷۴۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد۵ ص۴۰۸۔

’تو تو میرا بھائی ہے دُنیا وآخرت میں‘۔(۱)

ہاں! وہ علی ہے آفتابِ مکارم ماہ تابِ بنی ہاشم رضی اللہ عنہ۔(۲)

ہاں! وہ کون ہے جسے فصلِ قضا ورفعِ خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح بیّن ہے یہاں تک کہ فاروق جیسا خلیفۂ بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیۂ دُشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہو اور بارہا کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر ہلاک ہوجاتا۔(۳)

ہاں! وہ علی ہے صاحبِ رائے ثاقب وفکرِ صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! آج کس شیر شرزہ سے غضب ناک ہوکر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر سپر بنایا ہے، جس کے زورِ بازو کا ملأ اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔

ہاں! وہ علی ہے اسد حیدر ضیغم غضنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں! آج میدانِ اُحد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افگن نے تیغِ شرربار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ شمر☆ لشکر ظفر پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میں منادی پکار رہا ہے۔

’لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الاعلی نِ الکرار۔(۴)

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔۱۲ منہ۔سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۷۴۱، دارالکتب العلمیہ بیروت، جلد۵ ص ۴۰۱۔

(۲) نوٹ: یہاں پر تزکِ مرتضوی کا دستیاب نسخہ مکمل ہوجاتا ہے؛ لیکن چونکہ یہ مضمون امام اہل سنت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی کتاب مطلع القمرین سے لیا گیا ہے؛ لٰہذا محبّ گرامی محمد ثاقب رضا قادری نے اِفادۂ عوام کے لیے تسلسل کلام کو باقی رکھتے ہوئے بقیہ حصہ مذکورہ کتاب سے نقل کرنے کی سعی محمود کی ہے۔ مطلع القمرین گزشتہ سال مفتی محمد ہاشم عطاری کی تحقیق وتخریج وتحشیہ کے ساتھ پاکستان میں پہلی بار شائع ہوئی تھی، یہ تحریر اَصلاً اسی نسخہ سے مستعار ہے۔ -چریاکوٹی-

(۳) کنز العمال، کتاب العلم، من قسم الافعال، آداب العلم، حدیث ۲۹۴۹۵ دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۰/۱۳۳۔

☆ یعنی ابن ہشام بلفظة حدثنی اهل العلم ان ابن ابی نجیح قال نادی مناد یوم احد لاسیف ... الخ ۱۲ منہ

(۴) سیرة ابن ہشام، غزوہ احد، غسل السیوف، دارالمعرفۃ، بیروت، ۲/ ۸۷۔

ہاں! وہ علی ہے شیرِ خدا، بازوے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہاں! وہ کون ہے جسے روزِ قیامت ساقیِ کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگانِ اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے ابرِ سخاوت بحرِ کرامت - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ معرکۂ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا، جب تک وہ پروانۂ اِجازت نہ لکھ دے گزر نہ ملے گا؟، ہاں! وہ علی ہے ہادیِ کریم وصراطِ مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱)

اے رضاے دل افگار ہماری تو جانِ زار اس ماہروی گلعذار گلروئ ماہ رخسار کی ہر اَداے شیریں پر نثار جو فاطمہ جیسی دلہن کا دولہا بنا، اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ(☆) کا سہرا بندھا۔(۲)

صدیق وفاروق نے درخواست کی، صغرسن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔(۳)

جب علی نے عرض کیا مرحباً و اھلاً جواب ملا۔(۴)(ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ)۔(۵)

(۱) مک یعنی ابن السماک عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(☆) ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۲) سنن النسائی الکبریٰ، کتاب الخصائص، ذکر اختلاف ابی اسحاق، حدیث ۸۴۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/ ۱۲۷۔

(۳) س فی الحلیۃ . . . . عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ۔

(۴) سنن النسائی الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ما یقول اذا خطب امرأۃ، حدیث ۱۰۰۸۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۷۳۔

(۵) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (سورۂ حدید: ۲۱/۵۷)۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

كانت لعلي ثمانية عشر منقبة ما كانت لاحد من هذه الامة. (۱)

علی کے لیے اُٹھارہ☆ منقبتیں ایسی تھیں کہ اس اُمت میں دوسرے کے لیے نہ تھیں۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لقد اعطى علي ثلث خصال لان تكو ن لي خصلة منها احب الي من حمر النعم .

علی تین خصلتیں ایسی دیے گئے کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی۔

اور یہ (سرخ اونٹنی) ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لیے۔

فسئل و ما هي ؟.

دریافت کیا گیا وہ خصلتیں کیا ہیں؟۔

قال: ’تزويجه ابنته‘.

فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی انہیں دینا۔

---

(۱) المعجم الاوسط، باب من اسمہ محمود، حدیث ۸۴۳۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۸۰/۶۔

☆ قولہ: اٹھارہ، اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لیے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی یا زائد کا نافی نہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت على الانبياء بست . (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع :۲۶۶۔ حدیث ۵۲۳)

میں انبیا پر چھ بات میں تفضیل دیا گیا ہوں۔ حالانکہ حضور کی وجوہِ تفضیل حد احصا سے خارج ہیں ہم نے یہاں بہ تبعیت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدر جہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

’و سكناه في المسجد لايحل لي فيه ما يحل له‘.

اوران کامسجد میں رہناکہ میرے لیےاس میں حلال نہیں جوانہیں حلال ہے۔

’والرأية يوم خيبر‘.

اورروزِ خیبر کا نشان۔(۱)

اے عزیز! صوفیہ کے دل سے پوچھ کہ جو اِحسانات ان پراس جناب آسمان قباب کے ہیں، خدا تک وصول بے ان کا دامن پکڑے محال اور راہِ سلوک میں قدم رکھنا بے ان کی عنایت و اِعانت کے خام خیال۔ تکمیل و اِرشادِ باطنی کا سہرا اِسی نوشاہِ بزمِ عرفان کے سرٹھہرا۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد اِسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصلِ الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج۔

سلامی جس کے درکا ہر ولی ہے
علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نیابتِ عامہ وخلافتِ تامہ حضور سیدالمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل، عالمِ علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری، فرماں روائی کُن کو ان کی زبان کی پاس داری، تدبیر وتصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبارِ عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اِقتدار میں رکھی گئیں، منشورِ خلافتِ مطلقہ وتفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اورسکہ وخطبہ ان کا ملأ ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دنیا ودین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اِشتباہ سے ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرشاد فرماتے ہیں :

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، فضائل علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۶، دارالفکر، بیروت، ۵۰۰/۷۔

اعطیت مفاتیح الارض . مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں۔(۱)

اورفرماتے ہیں: **اوتیت مفاتیح کل شیئ** . (۲)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علما فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں، ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہو نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائض ہو، جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے اِرادہ و مشیت کا پھیرنے والا نہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارحِ صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں :

’فھو صلی اللّٰہ علیہ وسلم وان تأخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فھو خزانۃ السر وموضع نفوذ الأمر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ –الی أن قال– ۔

اذا رام امرا لا یکون خلافہ
ولیس لذاک الامرفی الکون صارف(☆)(۳)

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشھید، حدیث ۱۳۴۴، دارالفکر، بیروت، ص ۳۱۷۔
(۲) المعجم الکبیر، عبداللہ بن عمر، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/۲۷۶ ۔
(۳) المواھب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۴۵۔
(☆) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ آخر میں تشریف لائے؛ مگر آپ کی قیمت بتلا دی گئی، آپ خزانۂ راز ہیں، انہیں کے توسط سے عالم کے تمام کام نفاذ پاتے ہیں، لہٰذا جملہ امور انہیں سے نافذ ہوتے ہیں اور سب بھلائیاں انہیں سے منتقل ہوتی ہیں – یہاں تک کہ فرمایا – جب آپ کسی کام کا اِرادہ فرماتے ہیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا اور عالم میں کوئی اس کام کو پھیرنے والا نہیں۔

پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر منصبِ جلیل حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مرحمت ہوا، تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مدبرات الامر میں سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکامِ عزل ونصب، عطا ومنع، کن ومکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرفِ امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مندانِ عالم اپنے مطالب ومقاصد میں ان سے اِستمداد کرتے اور آستانِ فیض نشان پر سرِ ارادت دھرتے ہیں؛ یہاں تک کہ عرفِ مسلماناں میں مولیٰ مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا، اور **نـاد عـلـيـا مـظـهـر العجائب** کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا۔

پھر بہ نیابتِ مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد والابدال، تفسیرِ باطنِ قرآن، راحتِ روحِ ایمان، قبلۂ جان و دل، بے لوثِ آب وگل، سر السر، نور النور، سید الکونین، غوث الثقلین، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا ومولانا محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی - قدسنا اللہ بسرہ الکریم ورحمنا بہ یوم لا ولی ولا حمیم - (☆) وسادہ خسروی و مسندِ حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔

فاضل علی قاری 'نزہۃ الخاطر' اور شطنوفی 'بہجۃ الاسرار' اور امام یافعی اپنی بعض تالیفات اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی 'اخبار الاخیار' میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں:

'مـن تـوسـل بي في شدة فرجت عنه ومن استغاث بي في حاجة قـضـيـت لـه ومـن صلى بعد المغرب ركعتين يصلي ويسلم على النبی صلى الله عليه وسلم ثـم يخطوا إلى جهة

(☆) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے کریم راز کے صدقے ہمیں برکت دے اور ہم پر اس دن رحم فرمائے جس دن کوئی حمایتی اور دوست نہیں ہوگا۔ آمین۔

العراق احدى عشر خطوة يـذكر فيها اسمي قضى الله حاجته
'. (۱)

یعنی جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے، اور جو بعد نمازِ مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالی اس کی حاجت روا فرمائے۔

(۱) بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۹۷۔

(اخبار الاخیار میں اس کی ذرا سی تفصیل یوں ہے:) فرمود هر گاه از خدا چیزے خواهید بوسیلۂ من خواهید تا خواهش شما باجابت رسد، وفرمود هر که استعانت کند بمن در کربتے کشف کرده شود آن کربت از وهر که منادی کند بنام من در شد تے کشاده شود آن شدت از وهر که وسیله کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کرده شود آن حاجت ومراد اورا، فرمود کسے که دورکعت نماز گزارد وبخواند در هر رکعت بعد ازفاتحه سورۂ اخلاص یازده بار بعد از ان درود بفرستد بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم بعد ازسلام یازده بار بخواند آن سرور صلی الله علیه وسلم را بعد از ان یازده گام بجانب عراق برود و نام مرا بگیرد وحاجت خود را ازدرگاه خداوندی بخواهد حق تعالٰی آن حاجت اورا قضا گرداند بمنهٖ وکرمهٖ ۔ (اخبار الاخیار، شیخ عبد الحق محدث دہلوی: ۱۹)۔

ترجمہ: اور جو کوئی مجھے کسی حاجت میں پکارے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو اور جو کوئی میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہو اور فرماتے ہیں جس کسی نے دو رکعت نماز ادا کی تو وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے پھر اس کے بعد گیارہ قدم عراق کی جانب چلے اور (ہر قدم پر) میرا نام لے پھر اپنی حاجت کو ذکر کرے اللہ تعالٰی اپنے فضل وکرم سے اس کی حاجت کو پورا فرما دے گا۔

سچ ہے سچ ہے اے مصطفےٰ کے بیٹے! ہم تیرے اِرشاد پر یقین لائے: الـغيـاث الغياث ياسيدي الغياث .

غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ اِیماں مددے (۱)

عزیزو! ساداتِ صوفیہ کہ ائمۂ باطن وحضارِ مواطن ہیں، ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علمائے شرع ان سے بہ تسلیم وتائید پیش آتے ہیں، آنکھ والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ۔

اے مدعی کج فہم، کہنہ تختۂ مشق وہم! کیوں بہ چشم خشم نگراں ہے، چھوڑ کے تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے، سمجھا نہ سمجھا عبث الجھا، بے وجہ جھگڑا، ناحق بگڑا، خدا کو مان، روئے سخن اپنی طرف نہ جان، بے گانہ وار ادھر نہ گذر، مجلس یاراں منغص نہ کر، اُٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لـم و لانسلم کا قصہ نہیں، ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہ ِسرد وزاہدِ خشک کا حصہ نہیں۔

غوث اعظم کا اِرشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین۔ مو ٔ نا تواں تھے پرہدہد سے لپٹ گئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے؛ ورنہ پا مالیوں سے تو نجات پائیں گے۔ تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا انہیں بوعلی وفلاطون کے کھودے ہوئے کنووں میں گر، یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

بہرخدا مطرب شیریں نواز ☆ ساز کن آہنگ مقام حجاز (۲)

(۱) اے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں بے سروساماں ہوں میری مدد فرمایئے، اے قبلۂ دیں میری مدد فرمایئے اے کعبۂ ایماں میری مدد فرمایئے۔

(۲) اے دل آویز گانے والے! خدا کے لیے اپنے ساز کو مقامِ حجاز کے ساز کے مطابق ڈھال۔

نا واقفانِ راز کے منہ کہاں تک لگیے، تفریحِ قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے۔

غزل در منقبت

علی مرتضی ساشیرِ صفدر ہو تو میں جانوں(☆)

غرض کیا کیجیے کیا نہ کیجیے، نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوقِ تمنا افزائشوں پر ہے، نہ طول دیے گزرتی ہے کہ فوتِ مقصود کا ڈر ہے۔

رباعی

یک چند بہ مداحی اُو دل بستیم ☆ عمرے قدم اشہب خامہ خستیم
دیدیم رضا حوصلہ فرسا کاریست ☆ کاغذ بہ دریدیم وقلم بہ شکستیم (۱)

(☆) قلمی نسخہ میں منقبت کے ایک مصرع کے بعد آدھے صفحہ تک بیاض ہے۔
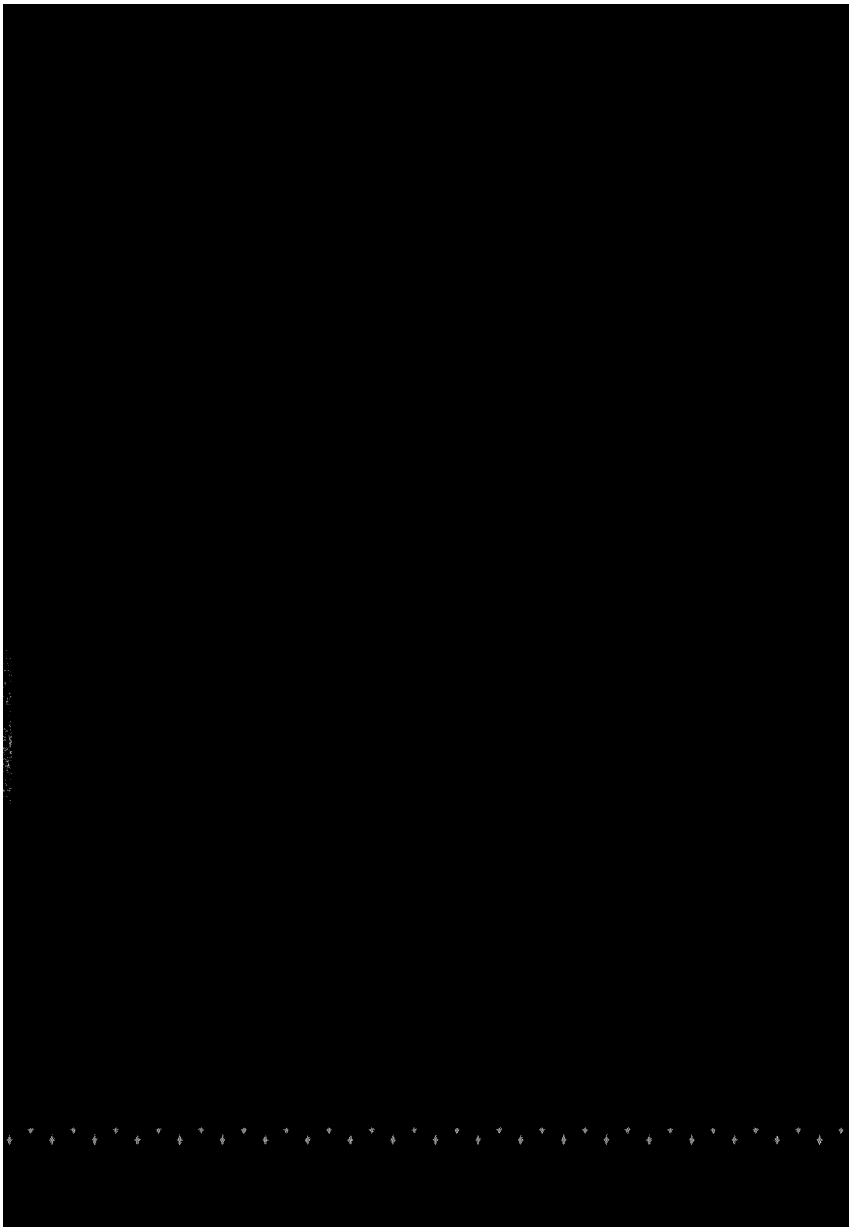
(۱) ہم ان کی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں سماتے (کہ ہم نے ان کی بہت تعریف بیان کر دی ہے)؛ (مگر حقیقت یہ ہے کہ) ہم ان کے اشہب خامہ کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ بس اے رضا! ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرسا کام ہے اسی لیے ہم نے کاغذ کو پھاڑ دیا اور قلم کو توڑ دیا ہے۔